کلید

باب رحمت

جناب خیر النساء بہتر صاحبہ مرحومہ کی مناجاتوں کا مجموعہ

مرتب

مولانا ابو الحسن علی ندوی

طابع و ناشر

مکتبۂ اسلام ۱۷۲/۵۴ محمد علی لین، گوئن روڈ لکھنؤ

(جملہ حقوق محفوظ)

بار ششم

کتابت ——— ظہیر احمد کاکوری

طباعت ——— کاکوری پریس لکھنؤ

صفحات ——— ۵۶

قیمت ——— 15/-

ملنے کا پتہ:

مکتبۂ اسلام، رؤف مارکیٹ، ۴۱ گوئن روڈ، لکھنؤ

فہرست

تعارف و پیش لفظ	از مولانا ابوالحسن علی ندوی	۵
دیباچہ	"	۱۰
مایوس تو مجھ کو نہ کر مشہور ہے تیرا کرم		۱۳
ہم ہیں بندے ترے آگے ترے سر رکھتے ہیں		۱۴
الٰہی اب ہو تری عنایت خوشی کے دن ہوں خوشی کی راتیں		۱۵
کون سا در ہے نہ جس در سے کوئی خالی پھرا		۱۶
تری مرضی میں جینا اور مرنا سب برابر ہو		۱۹
میں ہوں قربان اس شان عطا کے		۲۰
ضبط کیوں کر یہ اب فغاں ہوئے		۲۱
ہے کمی کس بات کی تیرے یہاں تو ہے غنی		۲۲
اے مرے بادشاہ عالی جاہ		۲۴
جو چھوڑے سحر کو تو پھل لائے شب تک		۲۷
مٹ جائیں سارے رنج و غم آباد ہوں اہلِ زمیں		۲۷
گلِ مقصود سے دامن کو بھر دے		۲۸
جو عیب قسمت کے ہیں مٹا دے تیرا ہی عالم میں نام ہوگا		۲۹
ترا شیوہ کرم ہے اور میری عادت گدائی کی		۳۱
نہ کر شرمندہ یارب اب بلا کے		۳۲
کام ہو میرا ترے فضل و کرم کا نام ہو		۳۳
مایوس مت ہو لے دل دست دعا اٹھا کر		۳۵

اسی کے کھیل ہیں سارے بگاڑے ہیں بنائے ہیں ۳۶
یہ شان دیکھی تری نرالی جو مانگے تجھ سے تو اس سے راضی ۳۷
جو مانگا ہے، جو مانگیں گے خدا سے ہم وہی لیں گے ۳۸
سر جو رکھا ہے ترے در پہ خبر ہو گی ضرور ۳۹
ملتزم کے پاس مناجات ۴۰
میں گدا جس در کی ہوں وہ ہی تو یہ دربار ہے ۴۰
مرے دست دعا کو ناز ہے تیری عنایت پہ ۴۲
اٹھے ابر کرم جو بھی خدایا وہ برس جائے ۴۴
تجھے فضل کرتے نہیں لگتی بار ۴۴
کروں یا خدا انتظاری میں کب تک ۴۵
بلا کر در پہ خدایا دعا کر ۴۶
الٰہی اب وہ دن آئے خزاں جائے بہار آئے ۴۷
کیوں نہ تجھ سے کہوں میں حال دل ۴۸
یہ تاخیر مقبولیت کی سند ہے ۴۹
ہے بہتر کو شرف حاصل ترے در کی گدائی کا ۴۹
تخم جو بویا ہے میں نے آج ہو کھیتی ہری ۵۰
خوب لوں بھر بھر کے اپنا آج داماں امید ۵۱
مقبول سب فریاد کر یارب مری فریاد سن ۵۲
ضعیفی میں یہ راحت تو نے پائی ۵۳
یہ مرجھائی ہوئی کھیتی خدایا آج تر کر دے ۵۳
بخششیں تیری ہوئیں ہم پہ خدایا بے حساب ۵۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تعارف و پیش لفظ

از

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ مجھے اپنی والدہ صاحبہ مرحومہؒ کی مناجاتوں کے انتخاب کے پیش کرنے کی سعادت حاصل ہو رہی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے بچپن سے والدہ صاحبہ کو دعا و مناجات کا خصوصی ذوق بخشا اور ان کی طبیعت کو دعا کی طرف اس طرح مائل کیا کہ بغیر دعا کے ان کے قلب کو سکون ہی حاصل نہ ہوتا، دعا ان کی غذا اور ان کی زندگی کا مشغلہ تھا، یہ چیز وہبی بھی تھی، اور موروثی بھی، ان کے والد ماجد حضرت سید شاہ ضیاء النبیؒ اپنے زمانہ کے اہل اللہ اور عارفین میں سے تھے، نزہۃ الخواطر کے مصنف کے الفاظ ان کے متعلق یہ ہیں کہ وہ "معرفت کا لب لباب اور دنیا کے لئے زینت و برکت کا باعث

ؔ آپ کا انتقال ۶ جمادی الآخرہ ۱۳۸۸ھ (۳۱ اگست ۱۹۶۸ء) ہفتہ کے روز عصر کے وقت اپنے وطن دائرہ حضرت شاہ علم اللہؒ رائے بریلی میں ہوا، آپ کے حالات میں ایک الگ کتاب "ذکر خیر" کے نام سے شائع کی جا رہی ہے۔

تھے[1] وہ امیر المومنین حضرت سید احمد شہیدؒ کے سلسلہ میں صاحبِ اجازت وارشاد تھے، اور نماز و دعا کے ذوق و شغف سے (جو سید صاحبؒ کی نسبتِ خاصہ ہے) ان کو خصوصی حصّہ ملا تھا۔

اس موروثی اثر کے علاوہ شروع سے اللہ تعالیٰ نے والدہ صاحبہ کو رجوع و انابت الی اللہ کی دولت سے نوازا تھا، ان کو وہبی و فطری طور پر وہ بے چینی اور خلش عطا فرمائی جو دعا کے لئے محرک بنتی تھی، پھر جب تک وہ دل کھول کر دعا نہ کرلیتیں، ان کے بے چین دل کو تسکین نہ ہوتی، ان کو ہر دعا پر اعتماد اور اللہ تعالیٰ کی رحمت پر ناز بھی بہت تھا، دعا میں اللہ تعالیٰ ان سے وہ مضامین ادا کرواتا جو اہل یقین اور اہل قلوب کا خاصہ ہیں، طبیعت شروع سے موزوں بہت تھی، اس لئے علاوہ مسنون دعاؤں اور بے تکلف عرض حال کے جو وہ تہجد میں اور فرض نمازوں کے بعد بالعموم کرتیں، اکثر نظم میں بارگاہ الٰہی میں اپنا مدعا پیش کرتیں اور اپنے مالک کے سامنے فریاد کرتیں، یہ مناجاتیں درد و اثر سے لبریز ہوتیں، یہ مناجاتیں بہت جلد مقبول اور زبان زد ہو جاتیں، اور خاندان میں بیبیاں اور بچیاں ان کو یاد کرلیتیں اور پڑھتیں جس وقت یہ مناجاتیں پڑھی جاتیں ایک سماں بندھ جاتا اور دل امنڈ آتے، بعض اہل ذوق و اہل نظر نے ان کو دیکھ کر شہادت دی کہ جس کا یہ کلام ہے اس کو اللہ تعالیٰ سے ایک خاص تعلق معلوم ہوتا ہے، خود میرا یہ حال ہے کہ ان کے پڑھنے سے ایک خاص کیفیت محسوس ہوتی ہے، اور طبیعت دعا کی طرف متوجہ ہو جاتی ہے۔

بعض اوقات اس سے حضوری اور دل سوزی، اور دل شکستگی کی وہ کیفیت پیدا ہو جاتی

---

[1] نزہۃ الخواطر۔ ج ۸

ہے، جو دعا کی جان، اور ٹوٹے ہوئے دلوں کی تسکین کا سامان ہے۔

جان ز تن بردی و در جانی ہنوز

دردہا دادی، و درمانی ہنوز

کہتے ہیں کہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کو کنوئیں سے رہٹ نکالنے والوں کے غیر موزوں نغمہ، اور سیدھے سادے لفظوں سے وجد کی کیفیت پیدا ہو گئی تھی، جو دیر تک قائم رہی تھی، اور ایسا ذوق آیا تھا جس سے خدام بھی متکیف ہوئے، اللہ کی ایک بندی کی دعا و مناجات اور نالہائے موزوں سے کسی صاحب دل کو ذوق، اور دعا کا جذبہ پیدا ہونا کیا تعجب کی بات ہے۔

اسی تاثیر و افادیت کا خیال کر کے میرے بڑے بھائی ڈاکٹر عبد العلی صاحب نے ۱۹۲۵ء میں ان مناجاتوں کا مجموعہ "باب رحمت" کے نام سے شائع کیا جس سے اللہ کے بندوں نے دعا و مناجات کی حلاوت اور لذت پائی، اور اپنے قلب و روح کو غذا پہنچا لی، اس مجموعہ کے شائع ہونے کے بعد والدہ صاحبہ نے بہت سی مناجاتوں اور نظموں کا اضافہ فرمایا، ۱۹۴۷ء میں اللہ نے ان کو حج و زیارت کی نعمت عطا فرمائی، مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ میں بھی انھوں نے بہت سی مناجاتیں اور نظمیں کہیں" باب رحمت" کے نسخے اب نایاب بھی تھے، اس لئے یہ خیال ہوا کہ ان مناجاتوں اور دعائیہ نظموں کا ایک انتخاب شائع کر دیا جائے، "کلید باب رحمت" کے نام سے یہ صاحب ذوق ناظرین اور دعا و مناجات کے شائق مردوں اور عورتوں کی خدمت میں پیش ہے۔

اس مجموعہ میں وہ مناجاتیں اور نظمیں ہیں، جو والدہ مرحومہ نے ابتدائے عمر اور اس زمانہ میں کہیں جب ان پر دعا و مناجات کا ایسا ذوق غالب تھا، جو اللہ تعالیٰ کے فضل کی دین، اور اس کی نوازش و رحمت کی تمہید ہوا کرتی ہے، ان اشعار میں آمد، سوز و گداز، اور برجستگی اور بے ساختگی ہے، انھوں نے نہ شاعری کی مشق کی، اور نہ کسی استاد کو اپنا کلام دکھایا، اور نہ وہ فن عروض اور شاعری کے قواعد سے واقف تھیں، اس لئے ممکن ہے کہ زبان و ادب کا ذوق، اور تنقیدی نگاہ رکھنے والوں کو ان میں کچھ فنی خامیاں نظر آئیں، لیکن ناشر اور راقم سطور ان کو ایک ادبی مجموعہ کی حیثیت سے پیش نہیں کر رہے ہیں، یہ خدا کی ایک مخلص بندی کی اپنے مالک، اور ماں باپ سے زیادہ شفیق ذات سے دعا اور مناجات، عرض حال اور طلب و سوال ہے، اور استاد غالب بہت عرصہ پہلے کہہ گئے ہیں۔ ع

فریاد کی کوئی لے نہیں ہے
نالہ پابند نے نہیں ہے

آخر میں یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ معمول و وظیفہ بنانے اور اللہ سے قرب حاصل کرنے کے لئے تو سب سے بہتر مسنون و ماثور دعائیں ہیں، ان کے بہت سے مجموعے حصن حصین، الحزب الاعظم، اور مناجات مقبول وغیرہ کے نام سے بار بار شائع ہوئے ہیں، اور آسانی سے مل سکتے ہیں، نظم اور موزوں دعاؤں، اور ادبی پیرایہ کو اہل دل نے کیفیت پیدا کرنے کے لئے اختیار کیا ہے، اور اس کا حصول اس مقصد کے لئے مفید اور معاون ہے۔

امید ہے کہ اس کو پڑھ کر بہت سے اللہ کے بندوں اور نیک بندیوں کے دل گرم

اور آنکھیں نم ہوں گی، اور بہت سوں کو اس میں اپنے دل کی ترجمانی، اپنے زخم کا مرہم اور سکون قلب کا سامان ملے گا۔

یہ مجموعہ ادب و شاعری کے ایک نمونہ کے طور پر پیش نہیں کیا جا رہا ہے جس میں ادبی محاسن اور شاعرانہ کمالات کو تلاش کیا جائے، یہ ایک ٹوٹے ہوئے دل کی صدا اور ایک صاحب اخلاص کا عرض مدعا ہے جس میں انھیں لوگوں کو لطف آئے گا، جو درد کے لذت آشنا اور محبت سے بہرہ یاب ہیں، اور میرے خیال میں اس مادیت کے دور میں بھی ان کی خاصی تعداد ہے، انھیں کی خدمت میں یہ تحفہ پیش ہے۔

یہ منتخب مجموعہ پہلی بار ۱۹۵۶ء میں شائع ہوا تھا، عرصہ سے نایاب تھا، اور قدردانوں کو اس کی تلاش تھی، اب پیش لفظ میں معمولی ترمیم کے ساتھ دوبارہ شائع کیا جا رہا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو قبولیت بخشے۔

ابوالحسن علی ندوی

دائرہ شاہ علم اللہؒ

رائے بریلی

سہ شنبہ ۲۵ محرم الحرام ۱۳۹۴ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ[1]

الٰہی اے رحیم و کریم، اے سب کے بنانے والے اور پالنے والے اور بھٹکنے والوں کو سیدھی راہ دکھانے والے، اے میرے مالک اے میرے مولا، اے وہ جو سب سے بڑا ہے، اور سب سے چھوٹوں کو ہر وقت یاد رکھتا ہے، تو ہمیں توفیق دے کہ ہم تجھے یاد رکھیں، ہم تیری ذلیل مخلوق اور تیری یاد، چھوٹا منہ بڑی بات ہے، ہمیں تجھ سے کیا علاقہ اور کیا نسبت! بندگی کی نسبت ہے، تو وہ تیرے ہی کرم کی رہین منت ہے ؎

منت منہ کہ خدمت سلطاں ہمی کنم　　منت شناس ازو کہ بخدمت بداشتت

اے مالک تو اتنا بڑا ہو کر ہمیں کسی دم نہیں بھولتا پھر ہم تجھے کیوں کر بھول جائیں! تیری دی ہوئی چیزوں میں ہمارے پاس جو سب سے اچھی چیز ہے، وہ ہمارا دل ہے، اے مالک آجا اور ہمارے دل میں متمکن ہو جا ؎

---

[1] حسب ذیل دیباچہ میرے برادر معظم جناب ڈاکٹر سید عبد العلی صاحب نے میری طرف سے پہلی اشاعت پر (۱۹۲۵ء) میں لکھا تھا۔ (علی)

ہمارے پاس ہے کیا جو فدا کریں تجھ پر مگر یہ زندگی مستعار رکھتے ہیں

اے مالک ہمارے دل اس قابل نہیں کہ ان میں تیری تجلی ہو اے مولا یہ ہماری گستاخی ہے کہ ہم اپنے تئیں تیری یاد کے قابل سمجھتے ہیں، اور اپنے دل میں تجھے اتارنا چاہتے ہیں، مگر اس گستاخی پر ہم مجبور ہیں، ہم تجھے بہت بھلاتے ہیں، مگر جب دنیا کی بظاہر شیریں دلچسپیوں کی اندرونی تلخیاں ہم محسوس کرنے لگتے ہیں، جب ماسوا کی یاد کی کدورتیں دل کیلئے موت کا آخری پیام لاتی ہیں، تو ہم تجھے یاد کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں، اے مالک ہم کتنے خودغرض ہیں کہ ہم تیرے لئے نہیں بلکہ اپنے لئے یاد کرتے ہیں، ہم تجھے اپنے دل کی زندگی کیلئے یاد کرتے ہیں، مگر یہ دل تو تیرا ہی دل ہے، اور تیرے ہی کہنے سے ہم تجھے یاد بھی کرتے ہیں، تو ہی تو فرماتا ہے، "اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ (سن لو اللہ ہی کو یاد کرکے دلوں کو تسکین ہوتی ہے) اے مالک اگر ہم تیری یاد کے قابل نہیں اور درحقیقت نہیں ہیں، تو ہمیں اس قابل کر دے کہ ہمارے دل تیری تجلی سے منور ہو سکیں ؎

نہ کر تو خانۂ دل کی خرابی کہ گھر تیرا ہے کچھ میرا نہیں ہے

اے مالک تیرے پیغمبر سے جسے تو نے ساری دنیا کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے ہم نے یہ سنا ہے کہ یہ تجھے بہت بھاتا ہے کہ تیرے ذلیل بندے تجھے یاد کریں، اے مالک یہی سن کر تیرا یہ گنہگار بندہ یہ مجموعہ شائع کرتا ہے۔

اس کے شائع کرنے کی تحریک اس خیال سے نہیں ہوتی کہ اس سے اردو کی ادبیات میں اضافہ ہوگا، اے مالک نکتہ سنجیوں اور نازک خیالیوں کی اردو زبان میں کمی نہیں، اے مولا! اس سے مقصد یہ ہے کہ جب دنیا کی آلودگیوں سے تیرے کسی بندے کی روح پژمردہ ہو رہی ہو، اور جب ناکامیاں اسکے دل کو

آماجگاہ حسرت و یاس بنارہی ہوں اور وہ گھبرا کر سب طرف سے مایوس ہو کر تجھے پکار اٹھے تو یہ اوراق اس کے مونس و غمخوار ہوں، اور تیرے بندہ کو تجھ سے رشتہ جوڑنے میں مدد دیں، الٰہی جس طرح تو نے میری والدہ ماجدہ کو اسکی توفیق دی ہے کہ رات کی تاریکیوں میں جب سارا عالم محو خواب ہوتا ہے اور دن کے شور غوغا میں جب ایک دنیا زندگی کی کشمکش میں ہمہ تن منہمک ہوتی ہے، تجھ سے لو لگائی ہے، اور ان اشعار میں تجھ سے حال دل عرض کیا ہے، اسی طرح اپنے بندوں کو توفیق عطا فرما اور تیرا جو بندہ تیری طرف مائل ہو اور تیرا دروازہ کھٹکھٹائے اسکے لئے تو اپنا **باب رحمت** کھول دے، الٰہی میری والدہ ماجدہ کی ان مناجاتوں کو شرف قبولیت عطا فرما اور انکی دعاؤں کو مستجاب کر اور اپنی اور اپنے برگزیدہ نبی کی محبت اور اپنے عرفان سے ان کا اور ان اوراق کے پڑھنے والوں کا دل بھر دے اور اسکے شائع کرنے میں میری نیت میں خلوص اور خلوص میں برکت دے اور مجھ پر اور میری والدہ ماجدہ پر اور میرے والد مرحوم مولانا سید عبدالحی صاحب پر جو اب تیرے جوار میں ہیں اپنی رحمت نازل فرما، وہ رحمت جسکی وسعت ہر شے پر حاوی ہے اور جسکی تیری ہی ذات کی طرح کوئی ابتدا و انتہا نہیں، وہ رحمت جو میرے مالک، میرے آقا کی رحمت ہے، جو تیری رحمت ہے اے ستار و غفار تو انکی مغفرت فرما اور انکی اولاد کو صلاح دے اور ان کیلئے باقیات صالحات بنا، الٰہی وہ جن کے ذریعہ سے تو نے اپنے کمزور بندوں کو آخری پیام محبت پہنچایا ان پر بھی اپنی رحمت جاری رکھ اور ان کا جو مرتبہ ہے اور جس سے تو ہی واقف ہے، اسکے مطابق ان پر اور انکی اولاد اور ان کے چاہنے والوں پر صلوٰۃ اور سلام بھیجتا رہ۔ آمین یارب العالمین و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

دائرہ شاہ علم اللہؒ رائے بریلی

سید ابوالحسن علی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

مایوس تو مجھ کو نہ کر مشہور ہے تیرا کرم

اے بادشاہِ دو جہاں مجھ پر بھی کر فضل و کرم — ہو کر تری جاؤں کہاں کس سے کہوں یہ درد و غم
تجھ سے مری فریاد ہے اے بیکسوں کے دادرس — مجھ کو نہ کر دنیا میں تا اب مبتلائے رنج و غم
تیری صفت رحمٰن ہے اور ہے صفت تیری رحیم — ضائع نہیں کرتا ہے تو محنت کسی کی بیش و کم
اپنے کلام پاک میں لَا تَقْنَطُوْا تو نے کہا — کیونکر نہ تیرے قول پر یارب رہوں ثابت قدم
آکر ترے دربار میں کہتی ہوں رو کر اے کریم — مایوس تو مجھ کو نہ کر مشہور ہے تیرا کرم
یہ سر بسر دربار ہے اے مالک مختار تو — چاہے کرے لطف و کرم چاہے کرے یہ سر قلم
تیرا ہی یہ دربار ہے آتے ہیں سب شاہ و گدا — پھرتا نہیں خالی کوئی کرتا ہے تو سب پر کرم
ذرہ کو گر چاہے تو ہی پل میں کرے رشکِ قمر — تیری صفت یہ دیکھ کر کیوں حوصلہ ہو میرا کم

تو قادرِ ذی شان ہے شہرت ہے تیرے فضل کی
بہتر نہ اب غمگین ہو اس پر بھی ہو تیرا کرم

ہم ہیں بندے ترے آگے ترے سر رکھتے ہیں

تیرے دربار میں ہم روز یہ سر رکھتے ہیں
اور امید یہی شام و سحر رکھتے ہیں

آج پائیں گے اماں رنج و مصیبت سے ہم
کہ دعاؤں کی یہاں خوب سپر رکھتے ہیں

وقتِ پُرسش یہی محشر میں کہیں گے رو کر
ہم ہیں بندے ترے آگے ترے سر رکھتے ہیں

تو جو چاہے کرے حاضر ہیں مگر تو ہے کریم
آسرا بس ترا ہم روزِ خطر رکھتے ہیں

اے نکیرین کرو تم تو نہ کچھ ہم پہ عذاب
ذکرِ احمدؐ سے زباں اپنی یہ تر رکھتے ہیں

کہتے ہی قبر ہو پھر ایسی کشادہ روشن
روشنی جیسی یہاں مد نظر رکھتے ہیں

ہم سے خوش ہو جو خداوند جہاں اسے بہتر
خواہشِ خلد نہ ہم نار سے ڈر رکھتے ہیں

الٰہی اب ہو تری عنایت خوشی کے دن ہوں خوشی کی راتیں

آلٰہی اب ہو تری عنایت خوشی کے دن ہوں خوشی کی راتیں
یہ دُور ہو اب تو غم کی حالت، خوشی کے دن ہوں خوشی کی راتیں

جہاں کے غم سے یہ دل مٹا ہے خیال کر کے کہ سب فنا ہے
آلٰہی دل کو تو ہی دے راحت خوشی کے دن ہوں خوشی کی راتیں

مٹا دے یارب یہ غم کی صورت اٹھاؤں کیوں کر نہیں ہے طاقت
خوشی میں گزرے ہر ایک ساعت خوشی کے دن ہوں خوشی کی راتیں

یہ میری اولاد بہرہ ور ہو دعا یہ میری جو پر اثر ہو
رہے جہاں میں سدا یہ راحت خوشی کے دن ہوں خوشی کی راتیں

یہ باغ عالم میں وہ شجر ہوں سدا جو سرسبز با ثمر ہوں
اگر ہو مجھ پر بھی یہ عنایت خوشی کے دن ہوں خوشی کی راتیں

تو ہی تو اک سے کرے ہزاروں، ہزار سے کر دے چاہے لاکھوں
ہے تیری قدرت ہے تیری عادت خوشی کے دن ہوں خوشی کی راتیں

اگر جہاں میں یہ دل حزیں ہے یہ بات بہتر کے دل نشیں ہے
الٰہی ہو تیری اگر عنایت، خوشی کے دن ہوں خوشی کی راتیں

کون سا در ہے نہ جس در سے کوئی خالی پھرا

کون سی سرکار ہے جس کا ہے سب کو آسرا
کون سا دربار ہے جس میں ہے ہر کوئی کھڑا
کون سا وہ شاہ ہے جس کا ہے ہر کوئی گدا
کون سا در ہے نہ جس در سے کوئی خالی پھرا

آج اسی سرکار سے میں بھی تو پا کر شاد ہوں
آج اسی دربار سے میں بھی تو خوش ہو کر پھروں

یا الٰہی واسطہ آدم صفی اللہ کا
یا الٰہی واسطہ موسیٰ کلیم اللہ کا
یا الٰہی واسطہ تیرے خلیل اللہ کا
یا الٰہی واسطہ احمدؐ حبیب اللہ کا

اب تو دے ایسی خوشی جس میں نہ ہو کچھ رنج و غم
جو رہے باقی جہاں میں اور کبھی ہو وے نہ کم

کیا دعا میری تجھے آتی نہیں یارب پسند
کیوں نہ اس دربار سے پا کر ہوئی میں بہرہ مند
کیا سبب ہے جو ہوا ہے بابِ رحمت مجھ پہ بند
کس لئے ناراض ہے کیونکہ ہوئی میں درد مند

اب تو خوش ہو جا الٰہی مصطفیٰؐ کے واسطے
بابِ رحمت کھول دے خیر النساءؓ کے واسطے

حضرت یوسفؑ کو جس دم چاہ میں دہشت ہوئی
اور نکلنے کی نہ واں سے جب کوئی صورت ہوئی
پھر جو تنہائی سے انکو اس گھڑی وحشت ہوئی
بارِ رحمت سے ترے حال انھیں فرحت ہوئی
بھیج کر جبریلؑ کو تو نے تسلّی دی انھیں
بعد اسی تکلیف کے پھر سلطنت بخشی انھیں

ہم گنہگاروں پہ بھی تیرا بڑا احسان ہے
نام تیرا یا الٰہی قادرِ ذی شان ہے
تیرا ہی انعام سب پر ہر گھڑی ہر آن ہے
تو جو چاہے دے ترے نزدیک سب آسان ہے
گو میں اس قابل نہیں ہوں ہے مگر سب کو ملا
بیکسوں کا ہے تو ہی فریاد رس رب العلا

ہو گئے ایوب صابر جب بلا میں مبتلا
رہ گیا ان کو نہ کچھ بھی زندگی کا آسرا
پھر پکارا جب انھوں نے تجھ کو اے رب العلا
تو نے اپنی خاص رحمت سے انھیں چنگا کیا
ویسی ہی کر عافیت اب تو مریضوں کو عطا
یا الٰہی سن لے مجھ ناچیز کی اب یہ دُعا

مرد ہیں جتنے جہاں میں سب رہیں زندہ ہمیش
کوئی آفت، کوئی بیماری کبھی آئے نہ پیش
عیش میں سب کی بسر ہو دل کسی کا ہو نہ ریش
صحت و روزی و عزت روز افزوں ر ہیں بیش
ساتھ ایماں کے خوشی سے میں بھی کر جاؤں سفر
اپنی قدرت سے مجھے بھی کر دے ایسا بہرہ ور

یاالٰہی اب جہاں میں مبتلائے غم نہ کر دل مرا پرغم نہ کر اور چشم میری نم نہ کر
فکرِ غم سے ہوں میں لاغر پشت میری خم نہ کر جو نگاہِ رحم ہے مجھ پر تری وہ کم نہ کر

دے رہائی قیدِ غم سے اے خدا اب تو مجھے
بس بڑی امید سے میں نے پکارا ہے تجھے

پیٹ میں مچھلی کے یونس جس گھڑی نالاں ہوئے اور پریشانی میں پھنس کر بے سر و ساماں ہوئے
بارگہ میں جب تری وہ لطف کے خواہاں ہوئے تو نے کی ایسی مدد جس سے کہ وہ شاداں ہوئے

ایسے ہی اپنے کرم سے اے خدائے پاک ذات
مشکلیں آسان کر اور درد و غم سے دے نجات

آتشِ ابراہیم پر کی تو نے جیسے گلستاں ویسے ہی اب گلخنِ غم سے مجھے بھی دے اماں
گو ہوں میں اک بدترین و کمترین و کمزاں تیری رحمت تو وہی ہے کر مجھے بھی شادماں

مجھ پہ کر ایسا کرم جس سے کہ بدنامی نہ ہو
میرے کاموں میں مرے اللہ ناکامی نہ ہو

تیری رحمت پر نظر کر کے میں کرتی ہوں دعا چاہے بخشے اور جو چاہے کرے تو ہے خدا
مجھ کو تیری ذات پر لیکن بھروسا ہے بڑا اور تیرے فضل کا مجھ کو ہے ہر دم آسرا

گر کرے بہتر مجھے تو فضل ہے تیرا بڑا
کیا طلب تجھ سے کرے یہ منھ ہے کس قابل مرا

تری مرضی میں جینا اور مرنا سب برابر ہو

نہ ہو کچھ خوف دنیا کا نہ عقبیٰ کا مجھے ڈر ہو
اگر تو میرا حامی ہو اگر تو میرا رہبر ہو

نہ خواہش مجھ کو جینے کی نہ مرنے کا مجھے ڈر ہو
تری مرضی میں جینا اور مرنا سب برابر ہو

جہاں تک تو مجھے زر دے نہ لاؤں کام میں اپنے
تری ہی راہ میں صدقہ مرا سب مال و زر ہو

کروں قربان سب تجھ پر مجھے توفیق دے اسکی
نہ دولت کی محبت ہو نہ مجھ کو فقر کا ڈر ہو

ترے شوقِ محبت میں مرا اس گھر کو فنا سمجھوں
تری رحمت سے میرا جنت الفردوس میں گھر ہو

محبت میں تری گھل کر فنا ہو جاؤں میں بالکل
مگر جا کر وہاں صورت مری پاک اور منور ہو

یہاں تک روشنی پھیلے چراغ نورِ ایماں کی
کہ جس کو دیکھ کر حیران یارب سارا محشر ہو

سوا نیزہ پہ جس دم آفتابِ حشر آجائے
تو اس دم دامنِ احمدؐ کا سایہ میرے سر پر ہو

میں اس دنیائے فانی سے بہت گھبرا گئی اب تو
سفر بہتر اگر سوئے عدم ہووے تو بہتر ہو

میں ہوں قربان اس شانِ عطا کے

نہ ہوں کیوں کر تصدق اس خدا کے
میں ہوں قربان اس شانِ عطا کے
تسلّی دی مجھے اس نے اسی دم
گئی در پر میں جب اس کبریا کے
نہیں تھی میں کسی قابل جہاں میں
مگر سب کچھ دیا اس نے بلا کے
تمنائے دلی میری یہی ہے
اٹھا لے رنج سے غم سے بچا کے
خوشی میری رہے باقی جہاں میں
میں کر جاؤں سفر آرام پا کے
مجھے بھی کر دے خوش قسمت الٰہی
بس اپنے در کا تو سائل بنا کے
رہائی دے مجھے بھی قید غم سے
نہیں ہے دل مرا قابل سزا کے
رہیں زندہ مرے ماں باپ بھائی
چلوں خوش خوش میں سب کو زندہ پا کے
ہو جینا اور مرنا میرا بہتر
نہ کر رسوا مجھے دردر پھرا کے

ضبط کیوں کر یہ اب فغاں ہووے

تجھ سے گر میں کہوں نہ حالِ دل
کس طرح پھر قرارِ جاں ہووے

کیوں نہ تجھ سے کہوں میں رو رو کر
ضبط کیوں کر یہ اب فغاں ہووے

دل میں طاقت ہے اب نہ ہمت ہے
حالِ دل کس طرح بیاں ہووے

جو ہے مغموم ایک مدت سے
پھر بھلا کیوں نہ نیم جاں ہووے

عفو کر اب مری خطاؤں کو
تو ہی اب مجھ پہ مہرباں ہووے

تیرے لطف و کرم کے صدقہ میں
صدمۂ و رنج بے نشاں ہووے

تیرے نزدیک کچھ نہیں مشکل
تو جو چاہے نہیں بھی ہاں ہووے

تو جو چاہے گا بس وہی ہوگا
اک طرف گرچہ سب جہاں ہووے

فکر و تدبیر ہیچ ہیں اس جا
حکم تیرا اگر جہاں ہووے

بس رضا پر ترے میں راضی ہوں
حکم تیرا جو کچھ عیاں ہووے

شکر اس کا کرے نہ کیوں بہتر
جو کہ ہر لحظہ مہرباں ہووے

ہے کمی کس بات کی تیرے یہاں تو ہے غنی

یا الٰہ العالمیں مجھ پر تو کر فضل و کرم رنج دنیاوی سے کر یارب نہ میری چشم نم
دے خوشی دل کو مرے بس دور کر رنج والم در پہ تیرے میں کھڑی یہ کہہ رہی ہوں دمبدم

یا الٰہی جب سفر ہووے مرا سوئے عدم
ہو عنایت فضل سے تیرے مجھے باغ ارم

یا الٰہی جب تلک دنیا میں میں زندہ رہوں بس سوا تیرے کسی کی میں نہ شرمندہ رہوں
کوئی لحظہ کوئی لمحہ میں نہ آزردہ رہوں جس طرح اس وقت خوش ہوں یونہی آئندہ رہوں

یا الٰہی جب سفر ہووے مرا سوئے عدم
ہو عنایت فضل سے تیرے مجھے باغ ارم

روح میری جس گھڑی ہونے لگے تن سے جدا منہ مرا تو جانب قبلہ اسی دم دے جھکا
ہو نمایاں ہر طرف باغ و بہار جانفزا دم نکلتے ہی میں پہنچوں خلد میں اے کبریا

یا الٰہی جب سفر ہووے مرا سوئے عدم
ہو عنایت فضل سے تیرے مجھے باغ ارم

یاالٰہی ساتھ ایماں کے مجھے بھی لے اٹھا　　اور فشارِ قبر سے مجھ کو خداوندا بچا
ہو کشادہ قبر میری از پئے خیر النساء　　واسطہ قرآن کا دوزخ سے رکھ مجھ کو جدا

یاالٰہی جب سفر ہووے مرا سوئے عدم
ہو عنایت فضل سے تیرے مجھے باغِ ارم

پیٹ میں مچھلی کے یونسؑ کو لیا تو نے بچا　　اور یوسفؑ کو تو ہی نے چاہ میں زندہ رکھا
تو نے حکمت سے کیا ایوبؑ کو چینگا بھلا　　قاضی الحاجات کر میری بھی یہ حاجت روا

یاالٰہی جب سفر ہووے مرا سوئے عدم
ہو عنایت فضل سے تیرے مجھے باغِ ارم

گو ہوں میں کمتر مگر ہاں شان ہے تیری بڑی　　عام ہے فضل و کرم شیوہ ترا عادت تری
جس کو جو چاہے عطا کر دے نہ بچھتاوے کبھی　　ہے کمی کس بات کی تیرے یہاں تو ہے غنی

یاالٰہی جب سفر ہووے مرا سوئے عدم
ہو عنایت فضل سے تیرے مجھے باغِ ارم

باعثِ فرحت رہے اشکوں کا یہ بہنا مرا　　راحت جاں کا ہو باعث زخمتیں سہنا مرا
بندگی تیری ہو دنیا میں ہو یوں رہنا مرا　　آخری دم ہو کے خوش بہتر ہو یہ کہنا مرا

یاالٰہی جب سفر ہووے مرا سوئے عدم
ہو عنایت فضل سے تیرے مجھے باغِ ارم

اے مرے بادشاہِ عالی جاہ

اے مرے خالق اے مرے اللہ ۔۔۔ اے مرے بادشاہ عالی جاہ
ہے تو ہی مہرباں فقیروں پر ۔۔۔ بے بسوں بے کسوں حقیروں پر
تیری شفقت سوا ہے مادر سے ۔۔۔ تو بچاتا ہے سب کو ہر شر سے
تو ہی طفلی میں تھا خبر گیراں ۔۔۔ رحم کرتا تھا تو عیاں و نہاں
اے مرے مہرباں مرے غفّار ۔۔۔ اے مرے رہنما مرے غمخوار
جس بلا کا مجھے ہے خوف و خطر ۔۔۔ ہو مرے واسطے نہ وہ دو بھر
اپنے حفظ و اماں میں رکھ سب کو ۔۔۔ عافیت سے جہاں میں رکھ سب کو
روز افزوں فراخ دستی دے ۔۔۔ اور توفیق حق پرستی دے
میں جہاں میں رہوں سدا خوش دل ۔۔۔ تیرا فضل و کرم رہے شامل
میری جانب جو کوئی مائل ہو ۔۔۔ اور در کا مرے جو سائل ہو
میں نہ پھیروں گا اس کو خالی ہاتھ ۔۔۔ میرا فضل و کرم رہے گا ساتھ
اے رحیم اے کریم یا رحمٰن ۔۔۔ سن دعائے غریب مضطرّاں
ارحم الراحمین رحمت سے ۔۔۔ ارحم الراحمین شفقت سے
احکم الحاکمین حکمت سے ۔۔۔ ے بچا ہر بلا ہر آفت سے

ہو کسی کو کبھی نہ برص و جذام — اے مرے ذوالجلال والاکرام
واسطہ تیری کبریائی کا — واسطہ ہے تری خدائی کا
ہاں وسیلہ سے عرش اکرم کے — اور وسیلہ سے اسم اعظم کے
قید غم سے مجھے رہا کر دے — عفو اب تو مری خطا کر دے
فکر دنیا مجھے ستاتی ہے — روز آفت نئی یہ لاتی ہے
احمدؐ مصطفیٰ کے صدقہ میں — احمدؐ مجتبیٰ کے صدقہ میں
جلوہ دکھلا مجھے محمدؐ کا — کھول دے باب میرے مقصد کا
درد و غم سے جب ہی کنارہ ہو — خواب میں یہ اگر اشارہ ہو
کیوں ہے بے چین اور گھبرائی — کن خیالوں سے ہے تو شرمائی
فکر کیا ہے تجھے یہ کیا ہے غم — کس لئے رہتی ہے حزیں ہر دم
میں کہوں سن کے اے حبیبِ خدا — اے شفیع الامم بروز جزا
ہے تمنا مری یہ مولا سے — خالق پاک ربّ اعلیٰ سے
جس پہ میں نے کیا بھروسہ ہے — جس کا لطف و کرم ہمیشہ ہے
میرا مونس ہے جو مرا غمخوار — میرا مالک ہے جو مرا مختار
قادر و مہربان و ذیشان ہے — اور کریم و رحیم و رحمٰن ہے
جس کے آگے ہے ہر کوئی لاچار — ذرہ ذرہ کا ہے وہی مختار
آج لطف و کرم سے وہ غفار — سارے بگڑے ہوئے بنا دے کار

میری خواہش سے بھی مجھے بڑھ کر　　دے وہ عزت مجھے وہ جاہ وفر
سن کے یہ گفتگو مری سرور　　دے تسلّی مجھے یہ کہہ کہہ کر
تو نہ گھبرا نہ ہو کبھی نالاں　　ہوتے ہیں غیب سے ترے ساماں
جستجو میں تھی جس کی تو آئی　　لے تمنا تری وہ بر آئی
بخشتا وہ تجھے یہ نعمت ہے　　ایسی نعمت جو دل کی راحت ہے
یہ وہ نعمت ہے جو نہ ہو معدوم　　جس کو پا کر نہ ہو کبھی مغموم
خواب غفلت سے جلد ہو بیدار　　ہوتا ہے فضل ایزد غفار
سن کے یہ مژدہ دفعتہً اک بار　　لائی اپنی زباں پہ یہ اشعار
شکر ہے تیرا اے خدائے جہاں　　تو نے مجھ پر کیا بڑا احساں
مجھ فقیر و گدائے کمتر کو　　اور حقیر و ذلیل بدتر کو
ایسا رتبہ عطا کیا تو نے　　خاک سے کیمیا کیا تو نے
میں تھی بدتر مگر کیا بہتر　　فضل یوں ہی سدا رہے مجھ پر

عزت و آبرو سے مر جاؤں
دین و دنیا میں نام کر جاؤں

جو پھولے سحر کو تو پھل لائے شب تک

کروں اے خدا انتظاری میں کب تک
بامید رحمت کھڑی ہوں میں اب تک
ترے در پہ آکر رہوں کیوں میں گریاں
نہ اٹھوں گی در سے نہ ہوں شاد جب تک
نہیں تاب دل کو ہے بارِ گراں کی
اٹھاؤں بھی اس کو تو اٹھے گا کب تک
ہو سر سبز ایسا مرا باغ امید
جو پھولے سحر کو تو پھل لائے شب تک

نہ گھبرا تو بہتر ملے گا تجھے سب
گئی ہے پہنچ تیری فریاد رب تک

مٹ جائیں سارے رنج و غم آباد ہوں اہلِ زمیں

یا الٰہ العالمیں ہے تو ہی خیر الرّازقیں
تو ہی خیر الرّازقیں ہے تو ہی خیر الرّاحمیں
جھوم کر اٹھے گھٹا بارحمۃ للعالمیں
نام کو سبزہ نہیں سوکھی پڑی ہے سب زمیں

برسا دے یارب اس قدر سر سبز ہو ساری زمیں
مٹ جائیں سارے رنج و غم آباد ہوں اہلِ زمیں

گلِ مقصود سے دامن کو بھر دے

زباں میں یا الٰہی یہ اثر دے
کہ جو چاہوں میں تجھ سے تو وہ کر دے

رہے باقی کوئی حسرت نہ یارب
گلِ مقصود سے دامن کو بھر دے

تصدق میں حبیب مصطفےٰؐ کے
مری سب مشکلیں آسان کر دے

مسرت کی گھڑی دکھلا بھی یارب
غم و رنج و الم سب دور کر دے

عطا پر ہو عطا رحمت پہ رحمت
مرا گھر نعمت و دولت سے بھر دے

تو اپنی خاص رحمت سے الٰہی
خوشی شام و سحر آٹھوں پہر دے

ترا ملنا بہت آسان ہووے
اگر اپنا کرم اک آن کر دے

رہے زندہ مری اولاد یارب
ترقی رزق میں شام و سحر دے

اگر زندہ رہوں میں تو رہوں خوش
اگر مر جاؤں تو جنت میں گھر دے

جہاں میں جب تلک زندہ ہے بہتر
سراپا خوبیوں سے اس کو بھر دے

جو عیب قسمت کے ہیں مٹا دے ترا ہی عالم میں نام ہوگا

ترے ہی در پر پڑی رہوں گی پڑے ہی رہنے سے کام ہوگا
کبھی تو ہم پر کرم کرے گا کبھی تو میرا اسلام ہوگا
نہیں میں چھوڑوں گی تیرے در کو نہیں اٹھاؤں گی یاں سے سر کو
کبھی نہ پونچھوں گی چشمِ تر کو نہ میرا جب تک کہ کام ہوگا
کبھی جو ہوگی مری رسائی تو دوں گی رو رو کے میں دہائی
کہ جان آئی ہے میری لب پر قبول کب یہ سلام ہوگا
تجھی نے بخشی ہے سب کو دولت یہ شیوہ تیرا یہ تیری عادت
ادھر بھی ہو گر تری عنایت خوشی میں یہ سِن تمام ہوگا
نہیں ہوں قابل اگر عطا کے نہ کر تو قابل مجھے سزا کے
جو عیب قسمت کے ہیں مٹا دے ترا ہی عالم میں نام ہوگا
زبان گر میری بے اثر ہے کلام تیرا تو پُر اثر ہے
یہی ہے جاری زباں پہ میری تو بے اثر کیوں کلام ہوگا

کرم کی مجھ پر بھی اب نظر کر ہوا ہے جینا مرا یہ دوبھر
تجھی کو کہتے ہیں بندہ پرور، کرم ترا ہی تو عام ہوگا
کسی کا احسان کیوں اٹھاؤں جہاں کی نظروں سے کیوں گروں میں
تری ہی ہو کر نہ کیوں رہوں میں کہ تیرے در پر مقام ہوگا
جہاں کی فکروں سے تو چھڑا دے یہ خفتہ قسمت مری جگا دے
مجھے یہ مژدہ ابھی سنا دے کہ تیرا جو ہے وہ کام ہوگا
تجھی سے مانگوں گی جس کے در پہ جھکا ہے مدت سے یہ مرا سر
یہی ہے اپنا خیال بہتر جہاں میں جب تک قیام ہوگا

ترا شیوہ کرم ہے اور مری عادت گدائی کی

ترا شیوہ کرم ہے اور مری عادت گدائی کی
نہ ٹوٹے آس اے مولا ترے در کے فقیروں کی

ترے دربار سے مایوس پھر جائیں بھلا کیونکر
کہ تو کرتا رہا ہے خواہشیں پوری حریفوں کی

ادھر بھی ابرِ رحمت آئے اور جم جم کے یوں برسے
کہ ہو سرسبز کھیتی ہم غریبوں بد نصیبوں کی

خزاں میں بھی شجر سرسبز ہو کر پھول پھل لائیں
ہو شہرت باغباں کی باغ کی غنچوں کی پھلوں کی

مری اولاد کو تو یا الٰہی اتنی ہمت دے
کہ ہو کر قوتِ بازو خبر لیں یہ ضعیفوں کی

انھیں کے علم اور اقبال کی شہرت جہاں میں ہو
ہے شہرت جیسی عالم میں نبیؐ کے ہمنشینوں کی

ابوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ علیؓ میں جتنے جوہر تھے
وہی جوہر ہوں ان میں اور وہی فطرت کریموں کی

ترے دربار سے بہتر ہی کبھی امید بر آئے
علیؔ[1] ٹھنڈک ہو آنکھوں کی علی راحت ہو سینوں کی

۱؎ ابوالحسن علی

نہ کر شرمندہ یارب اب بلا کے

نہ کر شرمندہ یارب اب بلا کے
نہ رکھ آزردہ اپنا در دکھا کے
تو کر مقبول اب میری دعا کو
میں ہوں قربان اس شان عطا کے
کہاں تک میں غم دنیا اٹھاؤں
کہاں تک اب سہوں صدمے بلا کے
تو اپنی خاص رحمت سے مجھے بھی
اٹھا لے رنج سے غم سے بچا کے
یہ تیری ہی عنایت سے ہزاروں
ہوئے ہیں شادماں مقصد کو پا کے
نہیں ہوں گر میں نعمت کی سزاوار
نہ ہوتی کاش قابل بھی سزا کے

ہے بہتر رحمت حق سے یہ امید
کہ دے گا مجھ کو بھی کچھ ہاتھ اٹھا کے

کام ہو میرا ترے فضل و کرم کا نام ہو

اب ترے دربار سے پورا مرا یہ کام ہو
ہو کبھی خالی نہ شیشہ اور دورِ جام ہو
فضل تیرا ہر گھڑی اور صبح سے تا شام ہو
یا الٰہی خوش نصیبوں میں مرا بھی نام ہو
یا الٰہی سب خوشی کے ساتھ میرا کام ہو
کام ہو میرا ترے فضل و کرم کا نام ہو

اس شبِ تاریک کو یا رب تو ہی پُر نور کر
اب غم و رنج و الم سب دل سے میرے دور کر
یہ بلا طاعون کی یا رب جہاں سے دور کر[1]
فکرِ دنیا سے الٰہی دل نہ میرا چور کر
یا الٰہی سب خوشی کے ساتھ میرا کام ہو
کام ہو میرا ترے فضل و کرم کا نام ہو

از طفیلِ مصطفےٰ میری دعا ہو مستجاب
ہو مری اولاد کو ہر دم ترقی بے حساب
دے مجھے دونوں جہاں میں خوش نصیبی کا خطاب
پھر نہ ہو مجھ پہ کبھی تیرا الٰہی کچھ عتاب
یا الٰہی سب خوشی کے ساتھ میرا کام ہو
کام ہو میرا ترے فضل و کرم کا نام ہو

---

[1] جس زمانہ میں یہ مناجات کہی گئی اس زمانہ میں ملک میں طاعون پھیلا ہوا تھا، اور سیکڑوں گھر بے چراغ ہو گئے تھے۔

اسی کے کھیل ہیں سارے بگاڑے ہیں بنائے ہیں

الٰہی ہم ترے آگے یہ دو فریاد لائے ہیں
مصیبت اور آفت سے بہت ہی تنگ آئے ہیں
ادھر بھی دیکھ لے چشمِ کرم سے اے مرے مولا
کہ سب کو چھوڑ کر بس تجھ سے بیٹھے لو لگائے ہیں
نہ ہو فریاد رس تو ہی تو پھر کس سے کہیں جا کر
ترے محتاج ہیں، در پہ ترے ہی سر جھکائے ہیں
علاجِ دل سوا تیرے کسی سے ہو نہیں سکتا
تو ہی کر رحم اب ہم پر کہ تیرے ہی بنائے ہیں
خبر کیا ہے تجھے بہتر خزاں میں گر بہار آئے
اسی کے کھیل ہیں سارے بگاڑے ہیں بنائے ہیں

یہ شان دیکھی تری نرالی جو مانگے تجھ سے تو اس سے راضی

ہوئی جو در تک ترے رسائی تو تجھ سے میرا سوال بھی ہے
تو دینے والا کریم بھی ہے تو قادرِ ذوالجلال بھی ہے

توہی تو کرتا کرم ہے سب پر توہی تو مونس توہی ہے رہبر
کریم تو ہے رحیم تو ہے کرم بھی ہے اور جلال بھی ہے

یہ شان دیکھی تری نرالی جو تجھ سے مانگے تو اس سے راضی
بلا کے دینا کرم ہے تیرا یہ فضل بھی ہے کمال بھی ہے

الٰہی صدقہ کرم کا اپنے جہاں کے غم سے مجھے بچا لے
کہ فکر سے دل مرا حزیں ہے طبیعت اپنی نڈھال بھی ہے

یہاں پہ اک دم نہیں اماں ہے بہار بھی ہے تو پر خزاں ہے
اگر ہے راحت تو پر فغاں ہے کہ اس کو اک دن زوال بھی ہے

کبھی الم ہے کبھی ہے فرحت کبھی ہے راحت کبھی مصیبت
یہاں کی حالت نہیں ہے یکساں خوشی بھی ہے اور ملال بھی ہے

الٰہی تجھ سے مری دعا ہے تجھی سے ہر دم یہ التجا ہے
ہے تیری ہی شان سب سے اعلیٰ صفت تری بے مثال بھی ہے

نہیں ہے بہتر کو اب گوارا کہ دل ہو یاں رہ کے پارہ پارہ
ملے وہ گھر جس میں لطف بھی ہے کرم بھی ہے اور وصال بھی ہے

جو مانگا ہے جو مانگیں گے خدا سے ہم وہی لیں گے

جو مانگا ہے جو مانگیں گے خدا سے ہم وہی لیں گے
مچل جائیں گے روئیں گے کہیں گے ہم یہی لیں گے

نہیں دشوار کچھ تجھ کو جو تو چاہے ابھی دیدے
کہ ہم محتاج تیرے ہیں تو جو دے گا وہی لیں گے

ترا فضل و کرم تیری عنایت دیکھ کر اس دم
رہیں گے پھر نہ ہم چپ یوں کہیں گے ہم ابھی لیں گے

نہیں گو ہم کسی قابل مگر تیری عنایت ہے
جو تیری شان کے لائق ہے ہم تجھ سے وہی لیں گے

کیا تو نے طلب ہم کو اٹھیں گے ہم نہ اس در سے
نہ جائیں گے نہ جائیں گے ابھی لیں گے وہی لیں گے

ارے بہنز نہ تو گھبرا جو مانگے گی وہ پائے گی
کہے گی جب تو یہ رو کر کہ ہم اس دم یہی لیں گے

سر جو رکھا ہے ترے در پہ خبر ہوگی ضرور

تری رحمت کی کبھی ہم پہ نظر ہوگی ضرور
نہ رہے گی شبِ تاریک سحر ہوگی ضرور

یہ کشش ایسی نہیں ہے کہ نہ ہو اس کا اثر
سر جو رکھا ہے ترے در پہ خبر ہوگی ضرور

جب کہ عالم پہ تری چشمِ عنایت ہوگی
اس گھڑی چشمِ کرم تیری ادھر ہوگی ضرور

ایک چھینٹا تری رحمت کا جو پڑ جائے ادھر
آج سوکھی ہے زمیں کل بھی تر ہوگی ضرور

دیکھ عالم یہ خزاں کا جو ہے بلبل خاموش
نغمہ زن پا کے یہ سرسبز شجر ہوگی ضرور

اب بہار آئے چمن میں کہ ہرا ہو جائے
شاخ جب ہوگی ہری تب بہ ثمر ہوگی ضرور

رکھ تو امید خدا سے بھی بہتر ہر دم
تیری امداد یہاں شام و سحر ہوگی ضرور

ملتزم کے پاس مناجات

میں گدا جس در کی ہوں وہ ہی تو یہ دربار ہے

میں گدا جس در کی ہوں وہ ہی تو یہ دربار ہے
جس پہ دیتی تھی صدا وہ ہی تو یہ سرکار ہے

ہیں اسی دربار کے محتاج سب شاہ و گدا
یہ وہی در ہے نہ جس در سے کوئی خالی پھرا

آج اس سرکار میں عرضی مری اب ہو قبول
آج اس دربار سے ہو مدعا میرا حصول

آئی ہوں دربار میں کاسہ گدائی کا لئے
ہو صلہ میں اس گدائی کے شرف حاصل مجھے

اپنے کاموں کا تو ہی مالک تو ہی مختار ہے
تیرے آگے ہر کوئی بے کس ہے اور لاچار ہے

ہے نہیں ساجھی ترا کوئی ازل سے تا ابد
ہے صفت تیری احد تو ہی ہے اللہ الصمد

تو سمیعٌ تو بصیرٌ تو علیمٌ تو خبیر
ہے نہیں ثانی ترا کوئی نہیں تیرا مُشیر

تھا تجھے منظور دینا کر دیا سائل مجھے
اور دعاؤں کی طرف بس کر دیا مائل مجھے

بے قراری گریہ زاری کا دیا تو نے سبق
حکم جو تو نے دیا اس میں نہیں آیا فرق

کر لیا مخلوق میں اپنے جو تو نے منتخب
اور کیا دربار میں اپنے مجھے تو نے طلب

بھر دے اب کاسہ مرا ایسا نہ خالی ہو کبھی
اے غنی تو ہے غنی شاہا نہیں تجھ کو کمی

ہو اگر چشمِ کرم اس دم تری میری طرف
ہو گدائی تیرے در کی باعثِ عز و شرف

اور مری اولاد کو بھی کر تو ایسا بہرہ مند — دونوں عالم میں سدا ان کا رہے رتبہ بلند
یہ بھی مقصد میرا بر آئے خدائے پاک ذات — بس رہے زندہ مری اولاد میری تا حیات
میرا گھر آباد ہو ہر دم تری امداد ہو — دل مرا اب شاد ہو گھر گھر مبارک باد ہو
ہم تو ہیں مہمان تیرے تو ہمارا میزباں — میری ہر خاطر تجھے منظور ہو گی بے گماں
کر دعا مقبول میری اے خدائے ذوالجلال — آئے ہیں دربار میں تیرے مع اہل و عیال
اور عزیز و اقربا جو ہیں ہمارے یا مجیب — ہو زیارت خانۂ کعبہ کی ان کو بھی نصیب
ہو ترے دربار میں تا زندگی میرا قیام — بعد مرنے کے مدینہ میں ملے مجھ کو مقام
رحم کر میری ضعیفی پر خدائے داد گر — ہر سفر آسان ہو مجھ کو نہ ہو کوئی خطر
ہر سفر میں ہوں ہمارے ساتھ تیری رحمتیں — رحمتیں اور برکتیں سو سو ہوں تیری بخششیں
ہر سفر ہوئے مبارک باعث اعزاز یاں — ہو اماں چاروں طرف خوف و خطر ہو بے نشاں
ہو مرا زادِ سفر بس رحمتیں اور برکتیں — اور خواہش سے سوا تیری ہو مجھ پر رحمتیں

اب تو بہتر کہہ چکی تو جو بھی کہنا تھا تجھے
وہ کرے گا فضل سے پورے ترے سب حوصلے

مرے دستِ دعا کو ناز ہے تیری عنایت پر

ہمیں کر شکر کے قابل ہمیں نعمت پہ نعمت دے
ہمیں اپنی محبت دے ہمیں توفیق مدحت دے[1]

ترے ذکر اور عبادت میں مری گزرے یہ ہر ساعت
ہمیں اپنے فرشتوں پر بھی یا رب تو فضیلت دے

تو حاکم ہم ترے بندے جو چاہے ہم سے خدمت لے
ہمیں چاہے تو ذلت دے ہمیں چاہے تو عزت دے

مرے دستِ دعا کو ناز ہے تیری عنایت پر
اگر اڑ جائیں ہم اس پر ہمیں تو بادشاہت دے

نرالی شان ہے تیری نرالی آن ہے تیری
نہ مانگے جو خفا تو ہو جو مانگے خوش ہو نعمت دے

کیا تو نے طلب ہم کو نہ ہو کیوں بخششیں ہم پر
ہمیں دونوں جہاں کی نعمتیں اے بے مشقت دے

اگر ذرہ کو تو چاہے قمر کا مرتبہ بخشے
اگر چاہے تو اک چیونٹی کو بھی شیروں کی طاقت دے

اٹھایا ہے جو یہ بیڑا مجھے اسکی تو قوت دے
وہ اسلامی شجاعت دے وہ ہمت دے جرأت دے

اڑا دیں گردنیں پیرانِ منکر کی نہ موڑیں منھ
ہمیں ہر دشمنِ اسلام پر تو فتح و نصرت دے

ابوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ علیؓ سے جو لئے ہیں کام
وہی تو کام لے ہم سے ہمیں وہ شان و عظمت دے

جو صدیوں میں نہ ہونا ہو وہ ہم منٹوں میں کر جائیں
ہمارے کارناموں کی جہاں میں وہ ہی شہرت دے

گریں ہم دشمنِ اسلام پر گرتی ہے جوں بجلی
مٹا دیں ان کو اک پل میں ہمیں تو ایسی قوت دے

یہودی اور نصاریٰ پر ہمارا خوف ہو طاری
ہمیں امن و اماں ہو اور ہمیں جائے سکونت دے

مری خدمت سے ہو سرسبز تیرا باغ اسلامی
تو پوری ہم سے خدمت لے پھر اس خدمت سے عظمت دے

جہاں میں ہم مجاہد اور غازی کا لقب پائیں
ہمیں ہو فخر یہ حاصل کہ جنت کی بشارت دے

---

[1] یہ مناجات اپنی اولاد کی طرف سے کہی گئی ہے۔

ہیں جتنی خوبیاں اسلام میں یہ ہم سے نمایاں ہوں
وہی علم و عمل کامل وہی صورت و سیرت دے

جہاں میں روشنی پھیلے مرے ایمان کی ہر سُو
ہر اک سینہ ہو روشن اور دلوں میں اسکی وقعت دے

مرے ماں باپ کی آنکھیں ہوں ٹھنڈی فخر ہو حاصل
انھیں سکھ کل پہ کل ٹھنڈا انھیں راحت پہ راحت دے

یہ سب اولاد ان کی یا الٰہی بہرہ ور ہو وے
کریں یہ کام سب مل کر انھیں توفیقِ خدمت دے

مرے بھائی کو ہوں دونوں جہاں کی خوبیاں حاصل
کریں ہم فخر جن پر وہ انھیں تو جاہ و ثروت دے

بہنوں پہ تیرا کرم شامل ہوں ہر دم برکتیں نازل
رہیں فکر و الم سے دور راحت دے مسرت دے

مرے بھانجوں بھتیجوں پر رہے شامل کرم تیرا
انھیں اپنی محبت دے انھیں توفیق خدمت دے

عزیز و اقربا پر بھی ترا انعام ہر باری
انھیں صحت دے دولت دے انھیں عزت دے راحت دے

نہ ہوں ان میں تکبر بغض اور ظلم و ریاکاری
انھیں دے خوف اپنا اور متانت اور سعادت دے

کہ ہم تیری امانت ہیں ہماری تو حفاظت کر
ہمیں برباد کرنے کی کسی شئے کو نہ طاقت دے

ہمیں بھی رزق و روزی سے تو ایسا مطمئن کر دے
ہمیں اب کار و کوشش کی نہ اصلاً اب ضرورت دے

مری تبلیغ اور تصنیف عالم میں رہیں مقبول
زباں کو میری قوت دے قلم کو میرے طاقت دے

ہیں جو جو بخششیں ہم پر الٰہی وہ نہ ہوئیں کم
نہ عزت دے کے ذلت دے نہ راحت پر مصیبت دے

بچا کر مرضِ مہلک اور بلائے ناگہانی سے
نہ ڈال ہم کو ہلاکت میں نہ تو ہم کو مصیبت دے

سوا خواہش سے میرے ہوں ترے انعام اور اکرام
ہمیں دے نعمتیں ایسی کسی شئے کی نہ حسرت دے

ترا شیوہ کرم ہے اور ترا دربار ہے اعلیٰ
تو چاہے روز اپنی بخششوں کی ہم کو دعوت دے

فلک پہ شور ہوئے مرحبا صد آفریں بہتر
مری مقبولیت کی دونوں عالم میں تو شہرت دے

اٹھے ابرِ کرم جو بھی خدایا وہ برس جائے

اٹھے ابرِ کرم جو بھی خدایا وہ برس جائے
کہ یہ کھیتی مری سرسبز اور شاداب ہو جائے
تری رحمت ترے فضل و کرم کی آج ہو بارش
ہو آنکھیں بھی مری ٹھنڈی دلِ بےچین کل پائے
ہمیں تو ناز ہے یارب تری بندہ نوازی پر
ہمیں تو فخر ہے اس پر کہ جو مانگیں وہ مل جائے
ہوں تیری بخششیں ہم پر کہ جو دیکھے وہ حیراں ہو
ہماری خوش نصیبی کا جہاں میں نام ہو جائے
مری امید خواہش سے کہیں بڑھ کر عنایت ہو
تو چاہے تو مرا یہ دامن امید بھر جائے
یہ گزری زندگی گریہ زاری بےقراری میں
تو کر ہر دم کرم ہم پر کہ بہتر پھر نہ گھبرائے
کٹے میری ہر اک ساعت ترے ہی ذکر میں یارب
کہ میرا ذکر ہوں اور شاکروں میں نام لکھ جائے

تجھے فضل کرتے نہیں لگتی بار

ہے کیا دیر یہ میرے پروردگار
تجھے فضل کرتے نہیں لگتی بار
ہو میری طرف بھی نگاہِ کرم
نہ کر اپنے سائل کو تو بےقرار
تو کہتا ہے مانگو میں دوں گا ضرور
ہے بندوں سے تیرا یہ قول و قرار
ترے قول پر میں ہوں ثابت قدم
ترے در پہ حاضر ہوں لیل و نہار
تری شانِ رحمت سے یہ ہے بعید
کہ آکر ترے در پہ ہوں شرمسار
تو کر اپنا وعدہ وفا یا صمد
ہوں مجھ پر تری بخششیں بےشمار
کہ جس کی میں مدت سے ہوں منتظر
وہ قدرت کی اپنی دکھا اب بہار
کرم کر خدایا نہ اب دیر کر
ہے بہتر کھڑی کب سے امیدوار

۴۵

کروں یا خدا انتظاری میں کب تک

کروں یا خدا انتظاری میں کب تک — کہ گھبرا کے دم میرا آیا ہے لب تک
بہت کھٹکھٹایا اور آواز بھی دی — کھلا پر نہ باب کرم تیرا اب تک
بہت کوششیں کیں و کی گریہ زاری — سحر سے میں کرتی ہوں فریاد شب تک
تری بخششیں ان پہ بھی ہو رہی ہیں — نہیں کرتے تجھ سے کبھی جو طلب تک
نہیں رکھا تو نے کوئی بوجھ مجھ پر — پہ بارِ گراں سے میں پہونچی تعب تک
نہیں انتہا تیرے فضل و کرم کی — ہو چشم کرم تو میں پہنچوں طرب تک
اٹھاؤں گی سر اب نہ در سے ترے میں — نہ بر آئے گا مدعا میرا جب تک

نہ ہو تو حزیں اور مایوس بہتر
یہ فریاد تیری تو پہنچے گی رب تک

۴۷

الٰہی اب وہ دن آئے خزاں جائے بہار آئے

نہ کیوں ہم پر کرم تجھ کو مرے پروردگار آئے — کرم کرتا ہے جو آگے ترے زار و نزار آئے
نہ چاہے تو اگر دینا کوئی گر لاکھ بار آئے — اگر دینا تو چاہے دے اگرچہ ایک بار آئے

الٰہی اب وہ دن آئے خزاں جائے بہار آئے
تری مخلوق کلفت سے اماں پائے بہار آئے

دعا مقبول ہو میری ہو میرا مدعا حاصل — مری اولاد پر ہوں رحمتیں اور برکتیں نازل
تو کر فضل و کرم ان پر ہے تیرا کرم شامل — انھیں اسلام کی خدمت میں تو کرما ہر و کامل

الٰہی اب وہ دن آئے خزاں جائے بہار آئے
تری مخلوق کلفت سے اماں پائے بہار آئے

انھیں کے ہاتھ سے اسلام کا اب بول بالا ہو — انھیں کے نور ایماں سے دو عالم میں اجالا ہو
اسی خدمت سے عظمت اور رتبہ ان کا اعلیٰ ہو — جو مقصد ہے وہ پورا آج میرا حق تعالےٰ ہو

الٰہی اب وہ دن آئے خزاں جائے بہار آئے
تری مخلوق کلفت سے اماں پائے بہار آئے

یہ وہ دربار ہے بہتر کہ جس کی شان ہے عالی — یہ وہ سرکار ہے جس سے نہیں پھرتا کوئی خالی
یہی ہے باغ وہ جس میں لگائی تو نے ہے ڈالی — بھرے گا گود تیری آج وہ تیرا جو ہے والی

الٰہی اب وہ دن آئے خزاں جائے بہار آئے
تری مخلوق کلفت سے اماں پائے بہار آئے

۴۶

بلا کر در پہ فرمایا دعا کر

نہ کر محروم مجھ کو اب بلا کر — کیا وعدہ جو ہے تو نے وفا کر
میں ہوں کیا اور میری خواہشیں کیا — تو اپنی شان کے لائق عطا کر
تھی یہ تیری ہی تو بس شانِ قدرت — بلا کر در پہ فرمایا دعا کر
نہ کیوں مانگوں نہ کیوں پاؤں میں تجھ سے — وہ نعمت دے کہ خوش ہو جاؤں پا کر
کیا جو کچھ طلب، تو نے دیا ہے — پھری خالی نہیں در پر میں آ کر
مری اس دم پہ یارب شرم رکھ لے — کیا جو جو طلب یارب عطا کر
مقاصد سب مرے یارب بر آئیں — کرم سے اپنے حاصل مدعا کر
گھٹائیں ظلم کی بس چھا رہی ہیں — اٹھائے تو مجھے یارب بچا کر
نہیں طاقت ہے مجھ میں کہ اٹھاؤں — مجھے تو قیدِ غم سے اب رہا کر
سپر بن جائیں میری سب دعائیں — بلائیں اور مصیبت سب فنا کر

ہو بس اسلام کا اب بول بالا
تو اب مقبول بہتر کی دعا کر

۴۸

کیوں نہ تجھ سے کہوں میں حالِ دل

کیوں نہ تجھ سے کہوں میں حالِ دل — کیوں نہ ہو مدعا مرا حاصل
تیری قدرت سے کچھ نہیں ہے دور — شان تیری جہاں میں ہے مشہور
ہو نگاہِ کرم تری ہم پر — نعمتوں خوبیوں سے بھر دے گھر
تیرے فضل و کرم کی بارش ہو — اور پوری ہر ایک خواہش ہو
رزق دے اس قدر تو یا باقی — ہر ضرورت کو ہو مرے کافی
ہو نہ میرا کبھی بھی خالی ہاتھ — رحمتیں برکتیں ہوں ہر دم ساتھ
کر مجھے بھی غنی تو یا مغنی — رکھ جہاں میں مجھے تو مستغنی
فکرِ دنیا سے ہو مرا مانع — نعمتوں پر مجھے تو رکھ قانع
ڈال مجھ کو نہ تو ہلاکت میں — عمر گزرے تری اطاعت میں
ہم کو توفیق حق پرستی دے — روز افزوں فراخ دستی دے
کر نہ مجھ کو کسی کا تو محتاج — رکھ لے مولیٰ جہاں میں میری لاج
میری اولاد سب رہے زندہ — سن لے میری دعا خداوندا
باغِ دنیا میں یہ پھلیں پھولیں — ایک لمحہ تجھے نہ یہ بھولیں

ہوئے بہتر کا خاتمہ بہتر
تذکرہ ہو مرا یہی گھر گھر

یہ تاخیر مقبولیت کی سند ہے

تمنا ہے میری یہی آرزو ہے یہی روز و شب بس مجھے جستجو ہے
یہی میری خواہش یہی حوصلہ ہے یہی شوق اور یہی ولولہ ہے
حبیبؐ خدا کی مجھے ہو زیارت یہ فرمائیں مجھ سے وہ ختم رسالت
کہ ہے مضمحل اور کیوں تو حزیں ہے پڑھا تو نے لَا تَقْنَطُوْا کیا نہیں ہے
نہیں کرتا ضائع وہ محنت کسی کی ہے مشہور نیکی کا بدلہ ہے نیکی
تری گریہ زاری اسے تو پسند ہے یہ تاخیر مقبولیت کی سند ہے

ہے بہتر کو شرف حاصل ترے در کی گدائی کا

نہیں قابو میں دل میرا کہاں کا ضبط کیسا صبر اسی دل کی بدولت ہو رہی ہے زندگی دوبھر
نہیں سنتا ہے یہ میری مچلتا اور کہتا ہے جو مانگا ہے وہ ہم لیں گے کہ تیرا قول سچا ہے
رہے گی کب تلک یہ بیقراری آہ اور زاری کروں میں انتظاری کب تلک سن لے تو باری
رحم کر اور کرم فرما ضعیفی پر مرے مولا نہایت فقر اور افلاس نے ہم کو ہے آگھیرا
بلایا ہے مجھے تو نے تو کر خاطر مری منظور جو مانگوں میں مجھے دیدے کرم تیرا تو ہے مشہور
ہے بہتر کو شرف حاصل ترے در کی گدائی کا یہ دم بھرتی ہے تیری شان تیری کبریائی کا

تخم جو بویا ہے میں نے آج ہو کھیتی ہری

آج وہ عرضی جو دی دربار میں ہوئے قبول
مدعا جو ہے مرا وہ آج ہو جائے حصول

آج بھر دے دامن امید میرا یا کریم
دور ہو جائے جو کچھ دل میں ہو میرے خوف بیم

تخم جو بویا ہے میں نے آج ہو کھیتی ہری
خواہشیں اور آرزوئیں آج بر آئیں مری

آج ہماری کامیابی کی جہاں میں دھوم ہو
سارے عالم کو ترا لطف و کرم معلوم ہو

قول ہو پورا ترا مقصد یہ بر آئے مرا
ہے کلام پاک میں لَا تَقْنَطُوْا تو نے کہا

اس دلِ بیمار کو صحت الٰہی ہو نصیب
سن لے یہ فریاد میری یا مرے ربِّ مجیب

فکر دنیا سے تو بہتر کو خدایا دے نجات
دے خوشی اس کو الٰہی ہر گھڑی دن اور رات

خوب لوں بھر بھر کے اپنا آج دامانِ امید

اے خدائے دو جہاں اے خالقِ ارض و سما
اے مرے مونس مرے رہبر مرے حاجت روا

ہے ترا فرمان یہ قرآن میں ربِّ مجیب
کہ پکاریں جب مرے بندے میں ہوتا ہوں قریب

تو ہی نے دربار میں اپنے کیا مجھ کو طلب
اور بخشی مجھ کو یہ دولت و عزت بے تعب

آج تیری قدرت و حکمت کا ہو جائے ظہور
اور خصوصیت دعا کی اب ہو ظاہر یا غفور

آج در سے تیرے حاصل ہوں وہ مجھکو نعمتیں
اور ہوں مجھ پر تری وہ بخششیں اور رحمتیں

اب دعائیں ہوں مری بابِ اجابت کی کلید
خوب لوں بھر بھر کے اپنا آج دامانِ امید

آج بر آئیں ترے در سے مری سب حاجتیں
اور پوری ہوں ترے در سے مری سب خواہشیں

ہو مری اولاد یا رب دو جہاں میں بہرہ مند
اور مری اولاد کا عالم میں رتبہ ہو بلند

خدمتِ اسلام سے کر ان کو یا رب فیض یاب
اور کھلا ہر دم رہے ان کیلئے نصرت کا باب

آنکھ ہو ٹھنڈی مری ہر دم ہو میرے دل کو چین
یہ ہوں میرے دل کی راحت اور میرے نورِ عین

دیں مجھے سب خوبیاں لیکن ہے بس اب اس کی کمی
اے غنی تو ہے غنی کر دے تو پوری یہ کمی

کب تلک یہ گریہ زاری بے قراری انتظار
اب تو بہتر ہے تری چشمِ کرم ہو آشکار

مقبول سب فریاد کر یارب مری فریاد سن

مشکل کشا حاجت روا یارب مری فریاد سن
تیرے ہی در کی ہوں گدا یارب مری فریاد سن

چیکے کہے یا زور سے یعنی کہے جس طور سے
سنتا ہے سب کی غور سے یارب مری فریاد سن

حاضر رہی ہوں روز و شب کرتی رہی ہوں میں طلب
کیوں دیر کی کیا ہے سبب یارب مری فریاد سن

آکر صدا دربار میں دیتی رہی ہر بار میں
پھر کیوں رہوں محروم میں یارب مری فریاد سن

پھیلاؤں جب دستِ دعا آگے ترے رب العلیٰ
بھر دے تو یہ کاسہ مرا یارب مری فریاد سن

در کی ہوں میں سائل تری قدرت کی ہوں قائل تری
مطلب ہوں سب حاصل مرے یارب مری فریاد سن

جو جو کیا میں نے طلب مل جائے مجھ کو آج سب
ہوں دور سب رنج و تعب یارب مری فریاد سن

مجھ کو نہ تو برباد کر بہتر کو تو آب شاد کر
مقبول سب فریاد کر یارب مری فریاد سن

ضعیفی میں یہ راحت تو نے پائی

کہاں ملتی ہے یہ دولت و عزت ہوی دربار میں کس کی رسائی
یہ سب محنت مشقت کا صلہ ہے جو ساری عمر اس در پر گنوائی
رہی دربار میں حاضر جو ہر دم یہ نعمت اور دولت ہاتھ آئی
کیا جو زندگی کو تلخ تو نے ضعیفی میں یہ راحت تو نے پائی
یہ توفیقِ دعا کا بس سبب ہے بڑھاپے میں تجھے پہنچی بھلائی
لگائی تھی جو تو نے آس بہتر جو کی امید تو نے وہ بر آئی

یہ مرجھائی ہوئی کھیتی خدایا آج تر کر دے

ضعیفی پر مرے اللہ اب جلدی رحم کر دے مری فریاد میں پیدا الٰہی تو اثر کر دے
تو ہی مالک تو ہی خالق تو ہی ہر چیز پر قادر کرم سے آج میرا دامن امید تو بھر دے
مری یہ گریہ زاری بیقراری کی نہیں ہے حد یہ مرجھائی ہوئی کھیتی خدایا آج تر کر دے
ہوں پوری خواہشیں میری تمنا میری بر آئے مرا گھر نعمتوں اور خوشبو سے اے خدا بھر دے
نہ کر لاچار تو مجھ کو نہ کر محتاج تو مجھ کو نہ ہو پھر ہاتھ یہ خالی خدایا مجھ کو وہ زر دے
کروں قربان سب تجھ پر تو مجھ سے خوش و راضی ہو خدایا دامن امید بہتر کا جو تو بھر دے

بخششیں تیری ہوں ہم پر خدایا بے حساب

ہے ترا فضل و کرم ہم پر خدایا بے شمار — جو طلب میں نے کیا وہ مل گیا مجھ کو شتاب
کی عطا وہ خوبیاں جس کی نہیں اس دم نظیر — بخششیں تیری ہوں ہم پر خدایا بیحساب
تو نے بخشا مرتبہ ذرہ کو کوہِ طور کا — یا شبِ تاریک میں جیسے نمایاں ماہتاب
یہ مقدس اور مقدم کام لینے کے لئے — کر لیا اولاد کو میری جو تو نے انتخاب
ان میں شامل کر لے ان کو جو تجھے محبوب ہیں — دے انھیں محبوبیت کا دونوں عالم میں خطاب
وقت یہ مخدوش ہے ہر دم تو رکھ ان کی خبر — کھول دے ان کیلئے اللہ تو رحمت کا باب

آج وہ وہ مرتبے حاصل ہوں جن کو دیکھ کر
بر ملا بہتر کہے تیرا کرم ہے بے حساب

حسنِ معاشرت

از

محترمہ خیر النساء صاحبہ بہتر

اس رسالہ میں لڑکیوں کو میکہ اور سسرال میں رہنے سہنے اور والدین، بڑوں اور چھوٹوں، شوہر، اعزا اور برادری کے ساتھ حسن معاشرت کے طریقے اور امور خانہ داری کے عملی اصول سمجھائے گئے ہیں۔

اس رسالہ کا لڑکیوں کے مطالعہ میں رہنا گھر کی آبادی، والدین کی رضامندی اولاد کی ترقی، شوہر کی خوشی اور اعزا کی خوشنودی کا باعث ہے۔

چونکہ عورتوں کی مشکلات کو عورتیں ہی سمجھ سکتی ہیں، اس لئے اس کی ضرورت تھی کہ اس قسم کا رسالہ کسی عورت ہی کے قلم سے نکلتا، سو یہ ضرورت اس رسالہ نے پوری کر دی۔ اس کے متعدد ایڈیشن نکل چکے ہیں۔

کاغذ عمدہ طباعت و کتابت بہتر، ٹائٹل خوبصورت دو رنگا۔ قیمت

ملنے کا پتہ

مکتبۂ اسلام ۵۴/۱۷۲ محمد علی لین، گوئن روڈ لکھنؤ

عہد حاضر کی ایک صاحب دل خاتون کے حالات زندگی

ذکرِ خیر

مرتبہ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

خانوادۂ حضرت شاہ علم اللہ رائے بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک بزرگ حضرت شاہ ضیاء النبی متوفی ۱۳۲۶ھ کی صاحب دل صاحبزادی اور مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی والدہ ماجدہ، محترمہ خیر النساء صاحبہ بہتر متوفیہ ۱۳۸۸ھ موافق ۱۹۶۸ء کی ایک مستند سوانح حیات جس میں مختلف اہل قلم عزیزوں نے ان کے صفات و کمالات عبادت و ریاضت ان کی علمی اور ادبی خصوصیات پر سیر حاصل تبصرہ کیا ہے شروع میں ان کے فرزند جلیل حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی نے ان کے حالات زندگی پر مفصل مضمون تحریر فرمایا ہے اس تذکرہ کے پڑھنے سے معلوم ہوگا کہ اس مادی دور میں بھی کیسی کیسی باکمال اور خدا رسیدہ بیبیاں گذری ہیں، ہر مسلمان خاتون کے پڑھنے اور ہر گھر میں رکھنے کے قابل ایک مستند اثر انگیز تذکرہ و سوانح آخر میں ان کی مناجاتوں کا انتخاب بھی دیدیا گیا ہے، جو اپنی اثر انگیزی میں امتیاز کا درجہ رکھتا ہے۔ قیمت

ملنے کا پتہ

مکتبۂ اسلام

رؤف مارکیٹ، ۴۱ گوئن روڈ، امین آباد، لکھنؤ